سُوْرَةُ السَّجْدَةِ

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ ۳۲ مکیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰیاتہا ۳۰ رکوعاتہا ۳
سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ② اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ

اتارنا کتاب کا اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے ف۱ کیا کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے کوئی نہیں وہ ٹھیک

مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ③ اَللّٰهُ الَّذِيْ

ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈر سنا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانیوالا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں ف۲ اللہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ

بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر ف۳ کوئی نہیں تمہارا

دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ

اس کے سوائے حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے ف۴ تدبیر سے اتارتا ہے کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام

اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤

اس کی طرف ایک دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں ف۵

(۱) بلاشبہ یہ کتاب مقدس رب العالمین نے اتاری ہے نہ اس میں کچھ دھوکہ ہے نہ شک وشبہ کی گنجائش۔

(۲) قرآن وحی الٰہی ہے اس کے دلائل | یعنی جس کتاب کا معجز اور من اللہ ہونا اس قدر واضح ہے کہ شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں، کیا اس کی نسبت کفار کہتے ہیں کہ پیغمبر اپنی طرف سے گھڑ لایا ہے اور معاذ اللہ جھوٹ طوفان خدا کی طرف نسبت کرتا ہے؟ حد ہوگئی جب ایسی روشن چیز میں بھی شبہات پیدا کئے جانے لگے، ذرا غور انصاف کرتے تو معلوم ہوجاتا کہ یہ کتاب ٹھیک پروردگار عالم کی طرف سے آئی ہے۔ تا اس کے ذریعہ سے آپ اس قوم کو بیدار کرنے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کریں جن کے پاس قرنوں سے کوئی بیدار کرنے والا پیغمبر نہیں آیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ آدمی اپنی طرف سے وہ ہی چیز بنا کر لاتا ہے یا بنا سکتا ہے جس کی کوئی نظیر یا زبردست خواہش اس کے ماحول میں پائی جاتی ہو۔ کسی ملک میں ایسی بات دفعۃً منہ سے نکال دینا جو ان کی سینکڑوں برس کی مسخ شدہ ذہنیت اور مذاق کے یکسر مخالف ہو اور جس کے قبول کی ادنیٰ ترین استعداد بھی بظاہر نہ پائی جائے، کسی عاقل کا کام نہیں ہوسکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کسی کو مامور کرے وہ الگ بات ہے۔ پس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم جن کا اعقل الناس ہونا ان کو بھی تسلیم کرنا پڑا

Brought To You By www.e-iqra.info

ہے جو آپ کو (معاذاللہ) مفتری کہتے ہیں، اگر کوئی بات بنا کر لاتے تو یقیناً ایسی لاتے جو عرب کی اُس فضا کے مناسب اور عام جذبات کے موافق ہوتی اور جس کا کوئی نمونہ اُن کے گرد و پیش پایا جاتا۔ یہ ہی بات ایک انصاف پسند کو یقین دلا سکتی ہے کہ وہ خود اپنی ذاتی خواہش سے کھڑے نہیں ہوئے اور نہ جو پیغام لائے وہ اُن کا تصنیف کیا ہوا تھا۔

(۳) اس کا بیان سورہ اعراف میں آٹھویں پارہ کے اختتام کے قریب گذر چکا۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۴) یعنی دھیان نہیں کرتے کہ اُس کے پیغام اور پیغامبر کو جھٹلا کر کہاں جاؤ گے۔ تمام زمین و آسمان میں عرش سے فرش تک اللہ کی حکومت ہے۔ اگر پکڑے گئے تو اس کی اجازت و رضاء کے بدون کوئی حمایت اور سفارش کرنے والا بھی نہ ملیگا۔

(۵) **اللہ کی تدبیر امور کا طریقہ** بڑے کام اور اہم انتظامات کے متعلق عرش عظیم سے مقرر ہو کر نیچے حکم اُترتا ہے۔ سب اسباب حسّی و معنوی، ظاہری و باطنی، آسمان و زمین سے جمع ہو کر اس کے انصرام میں لگ جاتے ہیں۔ آخر وہ کام اور انتظام اللہ کی مشیت و حکمت سے مدتوں جاری رہتا ہے، پھر زمانہ دراز کے بعد اُٹھ جاتا ہے۔ اس وقت اللہ کی طرف سے دوسرا رنگ اُترتا ہے۔ جیسے بڑے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں رہا یا کسی بڑی قوم میں سرداری جو نسلوں تک چلی۔ وہ ہزار برس اللہ کے ہاں ایک دن ہے (موضح بتغییر یسیر)

ہزار سال کے امور کا حکم اور اُسکی تفسیر مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہزار سال کے انتظامات و تدابیر فرشتوں کو القا کرتا ہے۔ اور یہ اُس کے ہاں ایک دن ہے۔ پھر فرشتے جب (انہیں انجام دیکر) فارغ ہو جاتے ہیں، آئندہ ہزار سال کے انتظامات القاء فرما دیتا ہے۔ یہ ہی سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ بعض مفسرین آیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اللہ کا حکم آسمانوں کے اُوپر سے زمین تک آتا ہے، پھر جو کارروائیاں اس کے متعلق یہاں ہوتی ہیں وہ دفتر اعمال میں درج ہونے کے لئے اوپر چڑھتی ہیں جو سمائے دنیا کے محدب پر واقع ہے۔ اور زمین سے وہاں تک کا فاصلہ آدمی کی متوسط رفتار سے ایک ہزار سال کا ہے جو خدا کے ہاں ایک دن قرار دیا گیا۔ مسافت تو اتنی ہے یہ جُداگانہ بات ہے کہ فرشتہ ایک گھنٹہ یا اس سے بھی کم میں قطع کر لے۔ بعض مفسرین یوں معنی کرتے ہیں کہ ایک کام اللہ تعالیٰ کو کرنا ہے تو اُس کے مبادی و اسباب کا سلسلہ ہزار سال پہلے سے شروع کر دیتے ہیں۔ پھر وہ حکمت بالغہ کے مطابق مختلف ادوار میں گذرتا اور مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا بتدریج اپنے منتہائے کمال کو پہنچتا ہے۔ اُس وقت جو نتائج و آثار اس کے ظہور پذیر ہوتے ہیں بارگاہ ربوبیت میں پیش ہونے کے لئے چڑھتے ہیں بعض کے نزدیک "یوم" سے یوم قیامت مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک تمام دنیا کا بندوبست کرتا ہے۔ پھر ایک وقت آئیگا جب یہ سارا قصہ ختم ہو کر اللہ کی طرف لوٹ جائیگا اور آخری فیصلہ کے لئے پیش ہوگا۔ اُس کو قیامت کہتے ہیں۔ قیامت کا دن ہزار سال کی برابر ہے۔ بہرحال "فِیْ یَوْمٍ" کو بعض نے یُدَبِّرُ کے اور بعض نے یَعْرُجُ کے متعلق کیا ہے اور بعض نے تنازع فعلین مانا ہے۔ واللہ اعلم۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ

یہ ہی جاننے والا چھپے[۱] اور کھلے کا زبردست رحم والا ف۶ جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان

الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ﴿۸﴾ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ

کی پیدائش ایک گارے کی پھر بنائی اُسکی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے ف۷ پھر اس کو برابر کیا ف۸ اور پھونکی اُس میں

رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا

اپنی ایک جان ف۹ اور بنا دیے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۱۰ اور کہتے ہیں کیا جب

[۱] پوشیدہ۔ [۲] ظاہر۔

Brought To You By www.e-iqra.info

ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ ءَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ

ہم رل گئے زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں ف۱۱ تو کہہ قبض کرلیتا ہے تم

مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا

کو فرشتہ موت کا جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۱۲ اور کبھی تو دیکھے جس وقت کہ منکر سر ڈالے ہوئے

رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا

ہونگے اپنے رب کے سامنے ف۱۳ اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آگیا ف۱۴ اور اگر ہم چاہتے

لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

تو سجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ بھر دوں گا دوزخ جنوں کر اور آدمیوں سے

أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۖ إِنَّا نَسِينَاكُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ

اکٹھے ف۱۵ سو اب چکھو مزہ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تم کو ف۱۶ اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے

تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا

کیے کا ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کیساتھ

السجدۃ

يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

اور وہ بڑائی نہیں کرتے ف۱۷ جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے ف۱۸ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر کر اور لالچ سے ف۱۹ اور ہمارا دیا ہوا کچھ

يُنفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾

خرچ کرتے ہیں سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلا اس کا جو کرتے تھے ف۲۰

(۶) یعنی ایسے اعلیٰ اور عظیم الشان انتظام و تدبیر کا قائم کرنا اسی پاک ہستی کا کام ہے جو ہر ایک ظاہر و پوشیدہ کی خبر رکھے، زبردست اور مہربان ہو۔

(۷) **انسانو اپنی تخلیق میں غور کرو** یعنی نطفہ جو بہت سی غذاؤں کا نچوڑ ہے۔

(۸) یعنی شکل، صورت، اعضاء موزوں و متناسب رکھے۔

(۹) **اللہ کی رُوح کا مطلب** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کی عزت بڑھائی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا "إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ" حالانکہ سب خدا کے بندے ہیں کما قال "إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا"۔ سو انسان کی جان عالم غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی۔ اس کو اپنا کہا۔ ورنہ اللہ کی جان کا اگر وہ مطلب لیا جائے جو مثلاً آدمی کی جان کا لیتے ہیں تو چاہے جان کسی بدن میں ہو، بدن ہوا تو ترکیب آئی، ترکیب آئی تو حدوث آیا۔ ذات پاک کہاں رہی (موضح بتغیر)

(۱۰) ان نعمتوں کا شکریہ تھا کہ آنکھوں سے اس کی آیات تکوینیہ کو بنظر امعان دیکھتے۔ کانوں سے آیات تنزیلیہ کو توجہ و شوق کے ساتھ

ف۱ نئے سرے سے۔ ف۲ تجھ کو تعجب ہوا گر۔ ف۳ پکی ہو چکی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

سننے۔ دل سے دونوں کو ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرتے پھر سمجھ کر اُس پر عامل ہوتے۔ مگر تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

(۱۱) یعنی اس پر غور نہ کیا کہ اللہ نے اُن کو اوّل مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اُلٹے شبہات نکالنے لگے کہ مٹی میں ملجانے کے بعد ہم دوبارہ کس طرح بنائے جائیں گے۔ اور شبہ یا استبعاد ہی نہیں بلکہ صاف طور پر یہ لوگ بعث بعد الموت سے مُنکر ہو گئے۔

(۱۲) **موت کے بعد آدمی بالکل فنا نہیں ہوتا** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی "تم آپ کو محض بدن اور دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے۔ ایسا نہیں۔ تم حقیقت میں جان ہو۔ جسے فرشتہ لیجاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے۔ (موضح)۔

(۱۳) یعنی ذلت و ندامت سے۔ محشر میں۔

(۱۴) یعنی ہمارے کان اور آنکھیں کھُل گئیں۔ پیغمبر جو باتیں فرمایا کرتے تھے اُن کا یقین آگیا۔ بلکہ آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ ایمان اور عمل صالح ہی خدا کے ہاں کام دیتا ہے۔ اب ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دیجئے دیکھئے کیسے نیک کام کرتے ہیں۔

(۱۵) دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ (انعام رکوع ۳) یعنی جھوٹے ہیں اگر دنیا کی طرف لوٹائے جائیں پھر وہی شرارتیں کریں۔ اُن کی طبیعت کی اُفتاد ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ شیطان کے اغواء کو قبول کریں اور اللہ کی رحمت سے دور بھاگیں بیشک ہم کو قدرت تھی چاہتے تو ایک طرف سے تمام آدمیوں کو زبردستی اُسی راہ ہدایت پر قائم رکھتے جس کی طرف انسان کا دل فطرۃً رہنمائی کرتا ہے۔ لیکن اس طرح سب کو ایک ہی طور و طریق اختیار کرنے کے لئے مضطر کر دینا حکمت کے خلاف تھا۔ جس کا بیان کئی جگہ پہلے ہو چکا ہے۔ لہٰذا وہ بات پوری ہونی تھی جو ابلیس کے دعوے لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (ص رکوع ۵) کے جواب میں فرمائی تھی فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ص رکوع ۵) معلوم ہوا کہ یہاں جن و انس سے مراد وہی شیاطین اور اُن کے اتباع ہیں۔

(۱۶) **کفار پر اب کبھی رحمت نہیں ہوگی** ہم نے بھی تم کو بھلا دیا۔ یعنی کبھی رحمت سے یاد نہیں کئے جاؤ گے۔ آگے مجرمین کے مقابلہ میں مومنین کا حال و مآل بیان فرماتے ہیں۔

(۱۷) **مومنین کا خوف و خشیت** یعنی خوف و خشیت اور خشوع و خضوع سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ زبان سے اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں، دل میں کبر و غرور اور بڑائی کی بات نہیں رکھتے جو آیات اللہ کے سامنے جھکنے سے مانع ہو۔

(۱۸) **تہجد پڑھنے والوں کی مدح** یعنی میٹھی نیند اور نرم بستروں کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ مراد تہجد کی نماز ہوئی جیسا کہ حدیث صحیح میں مذکور ہے۔ اور بعض نے صبح کی یا عشاء کی نماز یا مغرب و عشاء کے درمیان کی نوافل مراد لی ہیں۔ گو الفاظ میں اس کی گنجائش ہے لیکن راجح وہ ہی پہلی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۹) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اللہ سے لالچ اور ڈر برا نہیں دنیا کا ہو یا آخرت کا۔ اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے۔ ہاں اگر کسی اور کے خوف و رجاء سے بندگی کرے تو ریاء ہے کچھ قبول نہیں۔

(۲۰) **جنّت کی خصوصی نعمت** جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر اُنہوں نے بے ریا عبادت کی۔ اُس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں۔ اُن کی پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔ جس وقت دیکھیں گے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ چیز چھپا رکھی ہے جو نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں گذری۔ (تنبیہ) سرسید وغیرہ نے اس حدیث کو لے کر جنت کی نعمائے جسمانی کا انکار کیا ہے۔ میرا ایک مضمون "ہدیہ سنیہ" کے نام سے چھپا ہے اس میں جواب دیکھ لیا جائے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ

بھلا ایک جو ہے ایمان پر برابر ہے اُسکے جو نافرمان ہی نہیں برابر ہوتے ف۲۱ سو وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے کام بھلے تو اُن کے

جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا

لیے باغ ہیں رہنے کے مہمانی اُن کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے ف۲۲ اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے سو اُنکا گھر ہے آگ جب چاہیں

أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ وَ

کہ نکل پڑیں اُس میں سے اُٹھا دیے جائیں پھر اُسی میں اور کہیں اُن کو چکھو آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ف۲۳ اور

لَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

البتہ چکھائیں گے ہم اُن کو تھوڑا عذاب ورے اُس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں ف۲۴ اور کون بے انصاف زیادہ

ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

اُس سے جس کو سمجھایا گیا اُسکے رب کی باتوں سے پھر اُن سے منہ موڑ ف۲۵ مقرر ہم کو اِن گنہگاروں سے بدلا لینا ہے ف۲۶ اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب

فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً

سو تو مت رہ دھوکے میں اُس کے ملنے سے ف۲۷ اور کیا ہم نے اُس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے اور کیے ہم نے اُن میں پیشوا جو

يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾

راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے ف۲۸ اور رہے ہماری باتوں پر یقین کرتے ف۲۹

(۲۱) اگر ایک ایماندار اور بے ایمان کا انجام برابر ہو جائے تو سمجھو خدا کے ہاں بالکل اندھیر ہے (العیاذ باللہ)

(۲۲) یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کے عمل جنت کی مہمانی کا سبب بن جائیں گے۔

(۲۳) **جہنم میں کفار کی حالت** کبھی کبھی آگ کے شعلے جہنمیوں کو دروازہ کی طرف پھینکیں گے۔ اس وقت شاید نکلنے کا خیال کریں۔ فرشتے پھر اُدھر ہی دھکیل دیں گے کہ جاتے کہاں ہو۔ جس چیز کو جھٹلاتے تھے ذرا اس کا مزہ چکھو۔ (اَللّٰھُمَّ اَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَجِرْنِیْ مِنْ غَضَبِكَ)

(۲۴) **دُنیا میں عذاب کا نمونہ** یعنی آخرت کے بڑے عذاب سے قبل دنیا میں ذرا کم درجہ کا عذاب بھیجیں گے۔ تاجسے رجوع کی توفیق ہو ڈر کر خدا کی طرف رجوع ہو جائے۔ کم درجہ کا عذاب یہ ہی دنیا کے مصائب، بیماری، قحط، قتل، قید، مال، اولاد وغیرہ کی تباہی وغیرہ۔

(۲۵) یعنی سمجھنے کے بعد پھر گیا۔

(۲۶) جب تمام گنہگاروں اور ظالم مجرموں سے بدلہ لینا ہے تو یہ اظلم کیونکر بچ سکتے ہیں۔ آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان کے ظلم و اعراض سے دلگیر نہ ہوں پہلے موسیٰ کو ہم نے کتاب دی تھی جس سے بنی اسرائیل کو ہدایت ہوئی۔ اور اس کی پیروی کرنے والوں میں بڑے بڑے دینی پیشوا اور امام ہو گذرے۔ آپ کو بھی بلاشبہ اللہ کی طرف سے عظیم الشان کتاب ملی ہے جس

ف۱ مہمانی کے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

سے بڑی مخلوق ہدایت پائے گی اور بنی اسرائیل سے بڑھ کر آپ کی اُمّت میں امام اور سردار اُٹھیں گے۔ رہے مُنکر، اُن کا فیصلہ حق تعالیٰ خود کر دے گا۔

(۲۷) یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے یعنی بیشک وشبہ موسیٰ کو کتاب دی گئی۔ اور آپ کو بھی اِسی طرح کی کتاب ملی اس میں کوئی دھوکا اور فریب نہیں۔ یا موسیٰ کے ذکر پر فرما دیا کہ تم جو موسیٰ سے شب معراج میں ملے تھے وہ سچی حقیقت ہے کوئی دھوکا یا نظر بندی نہیں۔

(۲۸) دنیا کے شدائد اور منکرین کے جور وستم پر۔

(۲۹) یعنی مسلمان اللہ کے وعدوں پر یقین رکھیں اور سختیوں پر صبر کر کے اپنے کام پر جمے رہیں تو اُن کے ساتھ بھی خدا کا یہ ہی معاملہ ہوگا۔ چنانچہ ہوا اور خوب ہوا۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۲۵﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ

بیشک رب جو ہر وہی فیصلہ کریگا اُن میں دن قیامت کے جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے ہیں ف۳۰ کیا اُن کو راہ نہ سوجھی

كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسٰكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا

اس بات سے کہ کتنی غارت کر ڈالیں ہم نے اُن سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ اُن کے گھروں میں اس میں بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سُنتے

يَسْمَعُونَ ﴿۲۶﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ

نہیں ف۳۱ کیا دیکھا نہیں انہوں نے کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف ف۳۲ پھر ہم نکالتے ہیں اُس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اُس میں سے

وَأَنفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ

اُنکے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں ف۳۳ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو ف۳۴ تو کہہ کہ فیصلہ کے دن

لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۲۹﴾ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ﴿۳۰﴾

کام نہ آئیگا منکروں کو اُنکا ایمان لانا اور نہ اُن کو ڈھیل ملیگی ف۳۵ سو تو خیال چھوڑ ان کا اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں ف۳۶

(۳۰) **حق وباطل کا اصل فیصلہ قیامت میں ہوگا** یعنی اہل حق اور منکرین کے درمیان دوٹوک اور عملی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا ہاں دنیا میں بھی کئی مثالیں ایسی دکھلائی جا چکی ہیں کہ آدمی اُنہیں دیکھ کر سمجھ اور عبرت کر سکتا ہے کیا عاد وثمود کی بستیوں کے تباہ شدہ کھنڈر اور نشان اِن منکروں نے نہیں دیکھے؟ جن پر شام وغیرہ کے سفر میں ان کا گزر ہوتا رہتا ہے۔ اور کیا اُن کی ہلاکت کی داستانیں نہیں سُنیں۔ مقام تعجب ہے کہ وہ چیزیں دیکھنے اور سُننے کے بعد بھی اُن کو تنبہ نہ ہوا اور نجات وفلاح کا راستہ

(۳۱) یعنی نہروں اور دریاؤں کا پانی یا بارش کا۔

(۳۲) اَرضِ جُرُز سے ہر ایک خشک زمین جو نباتات سے خالی ہو مُراد ہے۔ بعض نے خاص سرزمین مصر کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور نَسُوقُ الماءَ سے دریائے نیل کا پانی مُراد لیا ہے۔ اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کما نبّہ علیہ ابن کثیر رحمہ اللہ۔

(۳۳) یعنی اِن نشانات کو دیکھ کر چاہیئے تھا کہ حق تعالیٰ کی قدرت اور رحمت وحکمت کے قائل ہوتے اور سمجھتے کہ اسی طرح مردہ لاشوں میں دوبارہ جان ڈال دینا بھی اُس کے لئے کچھ دشوار نہیں۔ نیز اللہ کی نعمتوں کے جان ودل سے شکرگذار بنتے۔

(۳۴) **قیامت پر کفار کا شبہ اور اصرار** پہلے فرمایا تھا کہ ان کا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائیگا۔ اُس پر منکرین کہتے ہیں کہ قیامت

Brought To You By www.e-iqra.info

قیامت کہے جاتے ہو، اگر سچے ہو تو بتاؤ وہ دن کب آچکے گا۔ مطلب یہ ہے کہ خالی دھمکیاں ہیں قیامت وغیرہ کچھ بھی نہیں۔

(۳۵) یعنی ابھی موقع ہے کہ اللہ و رسول کے کہنے پر یقین کرو اور اُس دن سے بچنے کی تیاری کر لو ورنہ اس کے پہنچ جانے پر نہ ایمان لانا کام دیگا نہ سزا میں ڈھیل ہوگی اور نہ مہلت ملے گی کہ آئندہ چال چلن درست کر کے حاضر ہو جاؤ۔ اس وقت کی مہلت کو غنیمت سمجھو۔ استہزاء تکذیب میں راگاں مت کرو۔ جو گھڑی آنے والی ہے۔ یقیناً آکر رہے گی کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی۔ پھر یہ کہنا فضول ہے کہ کب آئے گی اور کب فیصلہ ہوگا۔

(۳۶) **کفار سے اعراض** یعنی جو ایسے بے فکرے اور بے حس ہیں کہ باوجود انتہائی مجرم اور مستوجب سزا ہونے کے فیصلہ اور سزا کے دن کا مذاق اڑاتے ہیں، اُن کے راہِ راست پر آنے کی کیا توقع ہے۔ لہٰذا آپ فرض دعوت و تبلیغ ادا کرنے کے بعد ان کا خیال چھوڑ دیجیے اور ان کی تباہی کے منتظر رہیے جیسے وہ اپنے زعم میں معاذ اللہ آپ کی تباہی کے منتظر ہیں۔

تَمَّ سورۃ السجدۃ وللہ الحمد والمنۃ

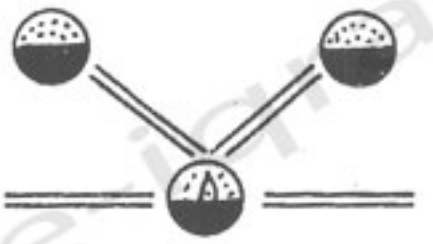

Brought To You By www.e-iqra.info